بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنتِ نبوی ﷺ پر عمل واجب اور اسکا انکار کفر ہے

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ نورِ حرم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

نام کتاب : سنتِ نبوی ﷺ پر عمل واجب اور اس کا انکار کفر ہے

مصنف : فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ۲۸

ناشر : مکتبہ نور حرم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مترجم

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور عاقبت متقی اور پرہیز گار لوگوں کیلئے، اور صلوٰۃ و سلام ہو اس کے بندے اور اس کے رسول اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کا وجود مسعود تمام بندوں پر حجت ہے، اور صلوٰۃ و سلام ہو آپ ﷺ کی آل آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے ان لوگوں پر جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو نہایت امانت اور عمدگی کے ساتھ ان کے الفاظ و معانی کی مکمل حفاظت کے ساتھ دوسروں تک پہنچایا، رضی اللّٰہ عنہم وارضاھم وجعلنا من اتباعھم باحسان .

علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ احکام کے ثابت کرنے اور حلال و حرام کی وضاحت کیلئے جو اصول مرتب ہوئے ہیں وہ درج ذیل ہیں،

(1) کتاب اللہ العزیز (قرآن پاک) جس کے نہ تو آگے سے باطل آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے سے۔

(2) سنت رسول اللہ ﷺ، کیونکہ وہ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں نہیں بتاتے ہیں، ان کا ارشاد وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

(3) اجماع علمائے امت۔

(مترجم)

پہلی اساس (اصل)

کتاب اللہ العزیز

پروردگار عالم کے کلام قرآن پاک کی بہت سی آیات اس کتاب کی اتباع اور تمسک کے وجوب و فرضیت اور اس حدود کے پاس وقوف اور رک جانے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿اتَّبِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُواْ مِن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ﴾ (الاعراف: ۳)

"تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالی کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے" (بیان القرآن)

اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾

(الانعام: ۱۵۵)

"اور یہ کتاب جس کو ہم نے بھیجا، بڑی خیر و برکت والی، سو اس کی اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو" (بیان القرآن)

اور دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ (المائدة: ۱۵. ۱٦)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں، سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور ان کو راہ راست پر قائم رکھتے ہیں" (بیان القرآن)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ :

﴿ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ لَّا يَأْتِيهِ الْبَٰطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ (حٰم السجدة: ٤١. ٤٢)

"جو لوگ اس قرآن کا، جب کہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے، انکار کرتے ہیں اور یہ بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے، یہ اللہ حکیم و محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے"

(بیان القرآن)

اور اللہ کریم فرماتے ہیں کہ :

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْءَانُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَنۢ بَلَغَ﴾ (الانعام: ۱۹)

"(اے نبی ﷺ آپ کہیے) اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعے سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے، سب کو ڈراؤں"

(بیان القرآن)

اور فرمان الٰہی ہے کہ :

﴿ هَٰذَا بَلَٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ﴾ (ابراهيم: ۵۲)

"یہ لوگوں کیلئے احکام کا پہنچانا ہے اور تاکہ اس کے ذریعے سے ڈرائے جاویں" (بیان القرآن)

قرآن حکیم میں اس معنی اور مفہوم کی بہت سی آیات ہیں، علاوہ ازیں بہت سی صحیح

احادیث نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ جن میں قرآن پاک کی اتباع اور اس کے تمسک کا حکم دیا گیا ہے اور جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس نے قرآنی احکام پر عمل کیا وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے ان احکام سے منہ موڑا وہ گمراہ ہوا۔

اور ان احادیث میں جو نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں وہ خطبہ ہے جو آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا، اس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((إني تارك فيكم مالن تضلوا إن اعتصمتم به كتاب الله))

(رواہ مسلم)

"میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جارہا ہوں، اگر تم اس پر عامل رہے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، وہ کتاب اللہ ہے"

اور صحیح مسلم ہی میں نبی پاک ﷺ سے دوسری روایت مروی ہے:

عن زيد بن أرقم رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال:

((إني تارك فيكم ثقلين أولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله وتمسكوا به وأهل اذكر الله فى اهل بيتى أذكر كم الله فى أهل بيتي)).

"زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان دو قیمتی اور نفیس چیزیں چھوڑے جارہا ہوں، ان دونوں میں سے پہلی کتاب اللہ ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، پس تم کتاب اللہ کو پکڑ لو اور اس پر مضبوطی سے عمل کرو اور دوسری اہل بیت، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں"

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿فی القرآن﴾ اور "وہ اللہ کی

رسی ہے "جس نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا، ہدایت یافتہ ہوا، اور جس نے اسے چھوڑ دیا، وہ گمراہ ہوا۔

اس موضوع پر احادیث بہت زیادہ ہیں، اور اس سلسلے میں ان دلائل کو طوالت سے ذکر کرنے کے مقابلے میں جو کہ قرآن پر عمل کے وجوب کو ثابت کرتے ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک اہل علم اور اہل ایمان کا اس بات پر اجماع کافی وشافی ہے کہ نہ صرف کتاب اللہ پر عمل واجب ہے بلکہ تمام امور میں کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ سنت رسول ﷺ کے ذریعے فیصلے ہوں گے اور حاصل کئے جائیں گے اور کتاب وسنت ہی کی حکمرانی ہوگی۔

دوسری اساس (اصل)

سنتِ رسول ﷺ

تین متفق علیہ اصولوں میں سے دوسری اصل اور بنیاد وہ ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے اقوال یا افعال یا تقریر کی شکل میں صحیح طریقے سے ثابت ہے، اسی کا نام "حدیث" ہے اور اسے ہی "سنت" کہا جاتا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک تمام اہل علم نہ صرف اس اصل اصیل پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ وہ اسے حجت تسلیم کرتے ہیں اور امت کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں اور انہوں نے اس فن میں بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں اور اصول فقہ اور مصطلح الحدیث کی کتابوں میں اسی کی وضاحت کی گئی ہے۔

سنت کے حجت ہونے پر اس قدر دلائل ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔ بعض دلائل وہ ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے، جن میں آپ ﷺ کی اطاعت اور پیروی کا حکم ہے اور یہ حکم آپ کے ہم عصر اور آپ کے بعد آنے والے سبھی لوگوں کیلئے ہے، اس لئے کہ آپ سبھی کے لئے اللہ کے رسول ہیں اور قیامت تک کے تمام لوگ آپ کی اتباع اور پیروی کرنے کے پابند ہیں اور اس لئے کہ آپ اپنے اقوال، اور تقریر کے ذریعے سے کتاب اللہ کے مفسر اور بیان کرنے والے ہیں۔

اگر سنت نہ ہوتی تو لوگوں کو نماز کی رکعات اور اس کے اوصاف وواجبات کا علم نہ ہوتا اور وہ روزہ، زکوٰۃ اور حج کے احکام کی تفصیل معلوم نہ کرپاتے اور نہ ہی انہیں جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے احکام کا پتہ چلتا اور نہ ہی معاملات و محرمات سے آگاہ ہوتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حدود و عقوبات ہیں جو امور ضروری ہیں، ان کا

علم ہوتا۔

اس سلسلے میں قرآن پاک کی بہت سی آیات ہیں جو آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی کے وجوب کو ثابت کرتی ہیں۔ چنانچہ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالی کا فرمان ہے :

﴿وَأَطِيْعُوْا اللهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

"اور خوشی سے کہامانو اللہ تعالی اور رسول کا، امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤ گے"

(بیان القرآن)

اور سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالی ہے :

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَطِيْعُوْا اللهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنٰزَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً﴾ (النساء: ۵۹)

"اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا اور رسول کا کہنا مانو اور تم میں جو لوگ اہل حکومت ہیں ان کا بھی، پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف حوالہ کر لیا کرو اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ امور سب امور سے بہتر ہیں اور انکا انجام خوش تر ہے"(بیان القرآن)

نیز سورۃ النساء ہی میں فرمان باری تعالی ہے :

﴿مَّنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا﴾ (النساء: ۸۰)

"جس شخص نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالی کی اطاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہم نے آپ کو ان کا نگران کر کے نہیں بھیجا"(بیان القرآن)

اور آپ ﷺ کی اطاعت کیسے ممکن ہے ؟اور متنازع فیہ امور کو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف کس طرح لوٹایا جاسکتا ہے ؟اگر سنت رسول ﷺ حجت نہ ہو یا پوری کی پوری غیر محفوظ ہو۔

اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو ایسی چیز کا حکم دیا جس کا وجود ہی نہیں اور یہ باطل ہے اور اللہ کی ذات سے بہت بڑے کفر کے مترادف ہے اور اس سے بد ظنی ہے۔

اور اللہ تعالی نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا :

﴿وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

(آیت: ٤٤)

"اور آپ ﷺ پر بھی یہ قرآن اتارا ہے تاکہ جو مضامین لوگوں کے پاس بھیجے گئے ان کو آپ ﷺ ان سے ظاہر کر دیں اور تاکہ وہ فکر کیا کریں"(بیان القرآن)

اور سورۃ النحل ہی میں ارشاد ہے :

﴿وَمَآ أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلاَّ لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِىْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت: ٦٤)

"اور ہم نے آپ ﷺ پر یہ کتاب صرف اس واسطے نازل کی ہے کہ جن امور میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں، آپ ﷺ لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں اور ایمان والوں کی ہدایت اور رحمت کی غرض سے ہے"(بیان القرآن)

پس کیسے اللہ تعالی منزل الیھم (قرآن پاک) کی تبین (تفسیر و تشریح) کا کام نبی پاک ﷺ کے سپرد کر رہے ہیں؟

اگر آپ کی سنت کا وجود ہی نہیں اور وہ حجت نہیں۔

اور سورۃ النور میں اللہ تعالیٰ کا اسی طرح فرمان ہے :

﴿قُلْ أَطِيْعُوْا اللهَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ إِلاَّ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ﴾ (آیت: ٥٤)

"آپ کہئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ (رسول ﷺ) کے ذمہ وہی ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے، اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہ پر جالگوگے اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچادینا ہے" (بیان القرآن)

اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ النور میں ارشاد فرمایا :

﴿وَأَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ وَآتُوْا الزَّكٰوةَ وَأَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (آیت: ٥٦)

"اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" (بیان القرآن)

اور سورۃ الاعراف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿قُلْ يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَآ إِلٰهَ إِلاَّ هُوَ يُحْيِ وَيُمِيْتُ فَآمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَكَلِمٰتِهِ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ (آیت: ١٥٨)

"آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور تمام زمینوں میں، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ پر اور اسکے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ" (بیان القرآن)

یہ آیات اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ہدایت اور رحمت نبی کریم ﷺ کی اتباع اور پیروی میں ہے۔ اور ہدایت اور رحمت کا حصول آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ یا یوں کہہ کر کہ سنت صحیح نہیں ہے، یا سرے سے قابل اعتماد ہی نہیں ہے، انسان کیونکر ہدایت اور رحمت الٰہی کا مستحق ہو سکتا ہے؟

اور اللہ تعالی نے سورۃ النور میں ارشاد فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْيُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (آیت: ۶۳)

سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے۔

اور سورۃ الحشر میں حکم ربانی ہے کہ:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (آیت: ۷)

"اور رسول ﷺ تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رک جایا کرو" (بیان القرآن)

اور اس معنی کی بہت سی آیتیں ہیں اور سب کی سب نبی پاک ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری اور جو کچھ آپ لے کر آئے، اس کی پیروی کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ کتاب اللہ (قرآن پاک) اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل کے وجوب اور اس کی اتباع اور پیروی کے فرض ہونے پر دلائل بیان ہو چکے ہیں۔

کتاب اور سنت دونوں ایسی اساس اور اصل ہیں کہ ایک دوسرے کیلئے لازم ملزوم

ہیں، جس نے ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا اس نے دوسری کا بھی انکار کیا اور اسے جھٹلایا اور یہ کفر وضلال اور گمراہی ہے اور باجماع جملہ اہل علم وایمان دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

(بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ قرآن مجید کا کتاب اللہ ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا کہ جب تک کہ سنت کو حجت تسلیم نہ کیا جائے، آخر کس نے بتایا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے؟ جواب ہو گا کہ محمد ﷺ نے بتایا۔ اگر ان کی حدیث اور سنت قابلِ اعتماد اور قابلِ حجت نہ ہو گی تو العیاذ باللہ قرآن مجید کا کتاب اللہ ہونا ثابت نہ ہو سکے گا)۔ (مترجم)

حضور ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری اور جو کچھ آپ لے کر آئے اس پر عمل کا واجب ہونا اور آپ ﷺ کی نافرمانی کا حرام ہونا، احادیث متواتر سے ثابت ہے، اور یہ سبھی لوگوں کے لئے ہے چاہے وہ آپ ﷺ کے زمانے میں ہوں یا قیامت تک آپ کے بعد آنے والے ہوں۔ ان احادیث میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں :

☆عن أبی هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: ((من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله)) ☆(متفق عليه)

"حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی"

اور صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

☆((كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى قيل يا رسول الله ومن يأبى؟ قال: من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبى)) ☆ (متفق عليه)

"میری تمام امت جنت میں داخل ہو گی مگر جس نے انکار کیا، تو پھر پوچھا گیا، یا رسول (اللہ ﷺ)! وہ کون ہے جو انکار کرے گا؟ تو فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ

جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا"

احمد، ابوداؤد اور حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ مندرجہ ذیل حدیث بیان کی ہے۔ لکھتے ہیں:

☆عن المقدم بن معديكرب رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ أنه قال: ((ألا إني أوتيت الكتاب ومثله معه ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه))☆

"مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مجھے کتاب دی گئی ہے اور کتاب کے ساتھ اس کی مثل (حدیث کیونکہ وہ بھی وحی الٰہی ہے) خبردار! قریب ہے کہ ایک شکم سیر آدمی اپنے گاؤ تکئے پر بیٹھا ہوا یہ کہے گا کہ تم اس قرآن کو اپنے لئے ضروری سمجھو جو اس میں حلال پاؤ اُسے حلال جانو اور جو کچھ اس میں حرام پاؤ اسے حرام سمجھو"

(یعنی آپ ﷺ کے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے جو صرف "قرآن کافی ہے" کا نعرہ سن کر حدیث نبوی کا انکار کرینگے، جیسا کہ پاکستان میں عبداللہ چکڑالوی اور پھر اس کی معنوی اولاد غلام احمد پرویز اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن وغیرہ نے یہ نعرہ لگا کر حدیث وسنت نبوی ﷺ کا انکار کیا) (مترجم)

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:

☆عن ابن أبي رافع عن أبيه عن النبي ﷺ قال: ((لا ألفين أحدكم متكئا على أريكته الأمر من أمري مما أمرت به أونهيت عنه فيقول لاندري

ماوجدنا في كتاب الله اتبعناه)) ☆

"حضرت ابن ابی رافع اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی پاک ﷺ سے، فرمایا جناب نے کہ "میں نہیں پاؤں تم میں سے ایک کو جو اپنے تکئے پر ٹیک لگا کر بیٹھا ہو گا، اور اس کے پاس میرے احکام میں سے ایک حکم آئیگا کہ میں نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہو گا یا کرنے سے روکا ہو گا تو وہ کہے گا، ہم نہیں جانتے (کیونکہ) جو ہم کتاب اللہ میں پائیں گے، اس کی پیروی کریں گے"

ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے جسے حسن بن جابر نے مقدام بن معدیکرب سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ :

☆((حرم رسول الله ﷺ يوم خيبر أشياء ثم قال: يوشك أحدكم أن يكذّبني وهو متكي يحدّث بحديثي فيقول بيننا وبينكم كتاب الله فما وجدنا فيه من حلالٍ استحللناه وما وجدنا فيه من حرام حرمناه ألا إن ماحرم رسول الله مثل ما حرم الله)) ☆

"فتح خیبر کے دن نبی پاک نے کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ قریب ہے تم میں سے ایک مجھے جھٹلائے اس حال میں کہ وہ ٹیک لگا کر بیٹھا ہو کہ کوئی میری حدیث بیان کی جائے تو کہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے ہم اس میں جو حلال پائیں گے اسے حلال سمجھیں گے اور جو حرام پائیں گے اسے حرام جانیں گے، خبردار! جو اللہ تعالی کے رسول نے حرام کیا ہے وہ اسی طرح حرام ہے جسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے"

حضور ﷺ سے متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ اپنے خطبے میں صحابہ کرام کو وصیت فرمایا کرتے تھے

سے سننے والے پہنچانے والے کے مقابلے میں زیادہ یاد کرنیوالے اور سمجھ دار ہوتے ہیں"۔

جیساکہ۔ صحیحین میں ہے کہ آپ نے یوم عرفہ اور یوم نحر کو حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ :☆ ((فليبلغ الشاهد الغائب فرب من يبلغه أوعى له ممن سمعه))☆

"حاضر غائب کو پہنچادے کیونکہ بہت سے سننے والے، پہنچانے والے کے مقابلے میں زیادہ یاد کرنے والے ہوتے ہیں"

پس اگر آپ کی سنت سننے والے پر یا اس شخص پر جسے وہ پہنچی ہے، حجت نہ ہوتی اور اگر آپ کی سنت قیامت تک باقی رہنے والی نہ ہوتی تو آپ اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ سنت کے ذریعے سے اس شخص پر حجت قائم ہے، جس نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا اور اس شخص پر بھی جس کو یہ سنت صحیح اسناد سے پہنچی ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور فعلی حدیث کی حفاظت کی بلکہ اسے اپنے بعد تابعین تک پہنچایا اور انہوں نے اپنے بعد آنے والوں کو یہ امانت سپرد کی۔ حتی کہ ثقہ علماء قرناً بعد قرن اور نسلاً بعد نسل اس امانت کو ایک دوسرے تک منتقل کرتے چلے آئے اور ثقہ علماء نے سنت اور احادیث کو کتابوں میں جمع کیا، صحیح کو ضعیف سے الگ کیا، پھر صحیح اور ضعیف احادیث کی پہچان کیلئے ضابطے اور قوانین وضع کئے۔

(اصول حدیث یعنی مصطلح الحدیث اسماء الرجال کے مستقل فنون معرض وجود میں آئے اور ان میں کتابیں لکھی گئیں، حتی کہ بعض محدثین نے ضعیف اور موضوع احادیث پر مستقل کتابیں لکھیں) (مترجم)

اہل علم میں بخاری شریف اور مسلم شریف کے علاوہ حدیث کی دوسری کتب متداول

ہوئیں اور انہوں نے سنت کی یوں حفاظت کی جس طرح سے کہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز کی ملحدوں کے الحاد، باطل پرستوں کی تحریف اور دین سے کھیلنے والوں کے کھیل سے حفاظت فرمائی۔ جیسا کہ اس امر کی پختگی پر اللہ تعالی کا ارشاد دلالت کرتا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر: ۹)

"ہم نے قرآن پاک کو نازل کیا اور بیشک ہم ہی اس کے محافظ ہیں"

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سنت رسول ﷺ بھی وحی منزل (اللہ تعالی کی طرف سے اتاری ہوئی) ہے، اللہ تعالی نے اس کی بھی حفاظت کی ہے، جس طرح سے کہ اس نے اپنی کتاب کی حفاظت فرمائی ہے۔

اور اللہ تعالی نے اس کیلئے علماء کرام کی ایک جماعت کو توفیق بخشی کہ وہ ایک نقاد کی حیثیت سے باطل پرستوں کی تحریف اور جاہلوں کی تاویلات فاسدہ کی تردید کریں اور ان تمام روایت کو جو کہ جاہل اور جھوٹے لوگوں اور ملحدین نے سنت میں شامل کر دی تھیں، الگ کر دیں کیونکہ اللہ تعالی نے اسے اپنی کتاب مبارک کی تفسیر بنایا ہے اور نہ ان احکام کی جو مجمل ہیں تشریح ہے، جب کہ ایسے احکام کو بھی شامل ہے جن کا قرآن پاک میں ذکر نہیں ہوا ہے جیسا کہ دودھ پلانے کے احکام، میراث کے بعض احکام، بیوی اور اس کی پھوپھی کو نکاح میں جمع کرنے کے حرام ہونے کا حکم، اسی طرح بیوی کے ساتھ اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنے کے حرام ہونے کا حکم۔

اس کے علاوہ اور بہت سے احکام ہیں جن کا سنت صحیحہ میں تذکرہ ملتا ہے، جب کہ وہ قرآن پاک میں مذکور نہیں ہیں۔

صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد اہل علم کے نزدیک سنت کی عظمت اور اس پر عمل کا وجوب

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے او حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی قسم میں اس شخص کے خلاف ضرور جہاد کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان کے خلاف کیسے لڑیں گے حالانکہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد (قتال) کروں یہاں تک کہ وہ لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیں، اور جب وہ اس کلمے کو پڑھ لیں گے تو پھر ان کے اموال اور ان کے خون میری طرف سے محفوظ ہو جائیں گے مگر اس (کلمہ) کے حق کی وجہ سے"، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا زکوٰۃ اس کے (کلمے کے) حق میں نہیں ہے؟ اللہ کی قسم اگر انہوں نے اونٹ کے باندھنے کی رسی کو بھی روکا جو حضور ﷺ کے دور میں ادا کیا کرتے تھے تو میں اسکے روکنے پر بھی ان کے خلاف جہاد کرونگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب مجھے بات سمجھ میں آگئی ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جہاد کے بارے میں شرح صدر کر دیا ہے اور میں نے جان لیا ہے کہ یہی حق ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر ان کی پیروی کی اور مرتدین کے خلاف جہاد کیا۔ یہاں تک کہ انہیں دوبارہ اسلام میں داخل کیا اور جن لوگوں نے اپنے ارتداد پر اصرار کیا، انہیں قتل کر دیا۔

اس قصے میں سنت کی تعظیم اور اس پر عمل کے واجب ہونے کی روشن اور واضح

دلیل ہے :

ایک "دادی" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی میراث کے بارے میں سوال کرتی ہے، آپ نے فرمایا کہ کتاب اللہ میں تو اس سلسلے میں کچھ وضاحت نہیں، اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے کسی چیز کا فیصلہ کیا ہو، اور میں لوگوں سے اس بارے میں سوال کروں گا۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام سے سوال کیا تو بعض صحابہ نے اس بات کی شہادت دی کہ حضرت نبی پاک ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا تھا تو آپ نے اس کے مطابق فیصلہ فرمادیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اپنے عاملوں کو وصیت فرمایا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کریں، اگر کوئی معاملہ کتاب اللہ میں نہ پائیں تو پھر سنت رسول اللہ ﷺ کے ذریعے فیصلہ کیا جائے۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورت کی املاص(۱) کے حکم میں اشکال پیدا ہو تو آپ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا تو آپ کے پاس محمد بن سلمہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما نے شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے اس معاملے میں ایک غلام یا باندی آزاد کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا تو حضرت عمر نے اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے خاوند کی وفات کے بعد عورت کے اپنے گھر میں عدت گزارنے کا مسئلہ پیش ہوا اور انہیں اس مسئلے میں اشکال پیش آیا تو انھیں فریعہ بنت مالک بن سنان نے جو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے انکے خاوند کی وفات کے بعد انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے خاوند کے گھر میں ہی ٹھہری رہیں، یہاں تک کہ مقررہ عدت اپنی میعاد کو پہنچ جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی کے مطابق فیصلہ دیا۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ولید بن عقبہ کے شراب پینے پر سنت کے مطابق حد کے نفاذ کا فیصلہ صادر فرمایا۔

جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ متعة الحج (تمتع) سے منع فرماتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا، اور ارشاد فرمایا کہ میں لوگوں میں سے کسی ایک آدمی کے قول کی بنیاد پر نبی پاک ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کرونگا۔

جب کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے تمتع کے مقابلے میں حج افراد کے افضل ہونے پر دلیل دی تو حضرت عبد اللہ بن عباس نے ارشاد فرمایا کہ "قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر نازل ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نے یہ بات کہی ہے"، اگر کسی شخص نے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرتے ہوئے سنت کی مخالفت کی اور اس پر اللہ کے عذاب کا خطرہ محسوس کیا جانے لگا، تو پھر اس شخص کا کیا حال ہوگا جس نے ان دونوں جلیل القدر صحابہ سے کم درجے کے کسی آدمی کے قول یا محض اپنی رائے اور اجتہاد سے سنت کی مخالفت کی ہو؟

اور جب بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بعض سنتوں کے مقابلے میں تنازع کیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ کیا ہم عمر کی اتباع کے پابند ہیں؟

اور جب ایک آدمی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ ہمیں

---

(۱) (املاص) عورت کا اپنے پیٹ کے بچے کو کسی کی تعدی اور زیادتی کو وجہ سے مردہ حالت میں گرا دینا

کتاب اللہ بیان کیجئے اور وہ اس وقت حدیث (رسول ﷺ) بیان فرمارہے تھے، تو آپ یہ بات سن کر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ سنت رسول اللہ کتاب اللہ کی تفسیر ہے، اگر سنت نہ ہوتی تو ہم نہ جانتے کہ ظہر کی چار رکعات، مغرب کی تین اور فجر کی دو فرض ہیں، اور ہم زکوۃ کے احکام کی تفصیل نہ جان سکتے، اسی طرح سے دوسرے وہ تمام مسائل جن کی تفصیل سنت میں آئی ہے، ان سے بے خبر رہتے!

سنت کی تعظیم، اس پر عمل کے وجوب اور اس کی مخالفت پر وعید و تحذیر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بہت ہی زیادہ قضایا اور واقعات ہیں۔

انہی میں سے ایک واقعہ ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ "اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو مسجدوں میں آنے سے مت روکو"! تو آپ کے کسی بیٹے نے کہا کہ "اللہ کی قسم! ہم انہیں ضرور روکیں گے" تو حضرت عبداللہ بن عمر سخت ناراض ہوئے اور اسے سخت ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ "نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے اور تو کہتا ہے کہ ہم انہیں ضرور روکیں گے"۔

اور جب عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ نے جو حضور ﷺ کے صحابی ہیں اپنے ایک رشتہ دار کو دیکھا کہ وہ (گوپھن، غلیل یا ہاتھ سے) کنکری پھینک رہا ہے تو اسے منع کیا اور فرمایا کہ: "رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ نہ تو شکار کو لگتی ہے نہ ہی دشمن کو زخمی کرتی ہے لیکن یہ دانت توڑ دیتی ہے یا آنکھ پھوڑ دیتی ہے"۔

پھر اس کے بعد اسے کنکری پھینکتے ہوئے دیکھا تو فرمایا "اللہ کی قسم! میں تجھ سے کبھی بھی بات نہیں کرونگا، کیونکہ میں تجھے بتاتا ہوں کہ نبی پاک ﷺ نے کنکری پھینکنے

سے منع کیا ہے، تم (یہ بات سن کر) پھر یہ کام کرتے ہو"۔

امام بیہقی نے جلیل القدر تابعی ایوب سختیانی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب تم کسی کے سامنے سنت بیان کرو اور وہ کہے کہ "اسے چھوڑو اور ہمیں (صرف) قرآن پاک سے (کوئی) خبر دو" بس جان لو کہ وہ گمراہ ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ سنت کتاب اللہ پر فیصلہ کرنے والی ہے، مطلب اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کتاب اللہ کے اجمال کا بیان (تفصیل) ہے، مطلق احکام کو مقید کرنے والی ہے یا ان احکام کو بیان کرتی ہے جن کا ذکر کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾

(النحل: ٤٤)

"ہم نے اتارا آپ کی طرف ذکر (قرآن پاک) تاکہ آپ کھول کر بیان کریں لوگوں کو جو ان کی طرف اتارا گیا اور تاکہ وہ غور و فکر کریں"۔

اور نبی ﷺ کا قول اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ:

"مجھے کتاب دی گئی اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی (یعنی سنت)"۔

امام بیہقی نے عامر شعبی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بعض لوگوں سے فرمایا کہ "جس وقت تم نے آثار کو چھوڑ دیا اس وقت تم ہلاک ہو گئے"۔ (یعنی صحیح احادیث)۔

اور امام بیہقی نے ہی امام اوزاعی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا "جب تجھے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث پہنچے تو تجھے کوئی دوسری بات کرنے سے ڈرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کی طرف سے مبلغ تھے"۔

امام بیہقی نے الامام الجلیل سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا، "پورے کا پورا علم آثار کا علم ہی ہے"۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم میں سے ہر ایک رد کرنے والا ہے یا اس کی بات اس پر رد کی گئی ہے مگر اس قبر والے کی، اور نبی کریم ﷺ کی قبر کی طرف اشارہ فرمایا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کہ جب حضور ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث آجائے تو وہ ہمارے سر اور آنکھوں پر ہو گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی صحیح حدیث بیان کی جائے اور میں اسے نہ لوں تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میری عقل چلی گئی (میں اس وقت دیوانہ ہو گیا ہوں گا)۔

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب میں کوئی بات کروں اور حضور ﷺ کی حدیث اس کے خلاف ہو تو میرے قول کو دیوار پر مار دو۔

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض اصحاب سے فرمایا کہ "نہ تم میری تقلید کرو نہ امام مالک کی نہ امام شافعی کی بلکہ جہاں سے ہم نے لیا تم بھی لو"۔

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "مجھے اس قوم پر تعجب ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اسناد اور انکی صحت سے باخبر ہیں، پھر بھی سفیان ثوری کی رائے کی طرف جاتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ (النور: ٦٣)

سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان پر

کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے۔

پھر امام صاحب نے فرمایا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ خرابی (فتنہ) کیا ہے؟ فتنہ شرک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے کسی قول کو رد کر دیا جائے تو انسان کے دل میں کچھ زیغ (کجی) پیدا ہو اور وہ اسے ہلاک کر دے۔

امام بیہقی ہی نے حضرت مجاہد سے جو جلیل القدر تابعی ہیں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول:

﴿فَإِنْ تَنَزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ﴾

میں الرد الی اللہ سے مراد کتاب اللہ (قرآن مجید) کی طرف رجوع ہے اور الرد الی الرسول سے سنت کی طرف رجوع ہے۔

اور امام بیہقی نے حضرت امام زہری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ "ہمارے پہلے بزرگ علماء فرمایا کرتے تھے کہ سنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے میں ہی نجات ہے"۔

علامہ موفق الدین ابن قدامہ نے اپنی کتاب " روضة الناظر فی بیان اصول الاحکام" میں تحریر کیا ہے کہ "ادلۃ کی دوسری اصل سنت رسول (ﷺ) ہے" معجزہ (یعنی قرآن پاک) کے حضور ﷺ کے قول کی صداقت پر دلالت کرنے کی وجہ سے آپ کی اطاعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم، اور آپ کی نافرمانی پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور وعید کی وجہ سے آپ کا قول حجت ہے۔

علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں آیت:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ امر الرسول (ﷺ) سے مراد آپ کا راستہ، منہاج، طریقہ، سنت اور

شریعت ہے، پس تمام اقوال و اعمال نبی پاک ﷺ کے اقوال و اعمال سے جانچے اور پرکھے جائیں گے۔ جو آپ کے اقوال و اعمال کے مطابق ہوں گے، قبول کئے جائینگے ورنہ اس کے کہنے یا کرنے والے پر رد کر دیئے جائینگے خواہ اس کی شخصیت کتنی بڑی کیوں نہ ہو۔

جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم کے علاوہ دوسری کتابوں سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهو رد)).

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے، پس وہ عمل مردود ہے۔

یعنی اسے ڈرنا اور بچنا چاہئے جو شخص کہ حضور ﷺ کی شریعت کی باطن اور ظاہر میں مخالفت کرتا ہے کہ "**تصيبهم فتنة**" کہ وہ فتنے میں مبتلا ہوں یعنی ان کے دلوں میں کفر، نفاق یا بدعت ہو "**أو يصيبهم عذاب اليم**" یا انہیں پہنچے دردناک عذاب یعنی دنیا میں قتل، حد یا قید وغیرہ کے ذریعے سے۔

جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی جب اس آگ نے اپنے گردونواح کو روشن کر دیا تو پتنگے اور وہ جانور (پروانے) جو اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیتے ہیں، اس میں اپنے آپ کو گرانے لگے، اس نے ان کو روکنا شروع کیا وہ اس پر غالب آجاتے اور خود کو آگ میں ڈال دیتے، آپ نے فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال بھی ایسی ہی ہے۔ میں نے تمہیں آگ سے روکنا شروع کیا ہے کہ آگ سے بچو! مگر تم مجھ پر غالب آتے ہو اور اپنے آپ کو اس میں گراتے ہو"۔

علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة" میں لکھا ہے کہ :

"اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے! جان لو کہ وہ حدیث جو اصول حدیث کے مطابق صحیح ثابت ہو، چاہے وہ قولی ہو یا فعلی، اگر کسی شخص نے اس کے حجت ہونے کا انکار کیا تو وہ کافر ہو گیا اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اس کا حشر و نشر یہود اور نصاریٰ کیساتھ ہو گا یا پھر کافر فرقوں میں سے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کرنا چاہیں گے"۔

سنت کی تعظیم، اور اس پر عمل کے وجوب اور اس کی مخالفت کی تحذیر کے سلسلے میں، صحابہ کرام اور تابعین کے بہت سے آثار منقول ہیں، جب کہ انکے بعد کے اہل علم وفضل کے بھی اس سلسلے میں بہت سے اقوال ملتے ہیں.......... مجھے امید ہے کہ ہم نے جو آیات، احادیث اور آثار واقوال نقل کئے ہیں، یہ کافی اور شافی ہونگے، اور حق کے طلب گار کیلئے اطمینان قلب کا باعث ہوں گے۔

ہم اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے ان کاموں کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جو اسے راضی کرنے والے ہیں اور اس کے اسباب غضب سے بچانے والے ہیں، اور اس بات کا سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور سب کو سیدھے راستے پر چلائے، بے شک وہ سننے والا اور قریب ہے۔

وصلی اللہ علی عبدہ ورسولہ نبینا محمد واله وأصحابه وأتباعه بإحسان۔